تحریک جدید کے نئے سال ۷۹-۱۹۷۸ء کا اعلان

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰؍اکتوبر ۱۹۷۸ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ہر سال یکم نومبر سے تحریک جدید کا نیا سال شروع ہوتا ہے وعدہ کے لحاظ سے اور ۳۰؍اپریل کو ختم ہوتا ہے، ادائیگیوں کے لحاظ سے چونکہ یکم نومبر سے پہلے میں عام طور پر نئے سال کا اعلان کر دیا کرتا ہوں اس لئے یہ جمعہ میں نے تحریک جدید کے نئے سال کے اعلان کے لئے منتخب کیا ہے جو یکم نومبر سے شروع ہوگا۔ پس آج میں تحریک جدید کے صفِ اول کے پنتالیسویں، صفِ دوم کے پینتسویں اور صفِ سوم کے چودھویں سال کا اعلان کرتا ہوں۔

تحریک جدید کی ابتدا ۱۹۳۴ء میں ہوئی تھی۔ اس پر چوالیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ یہ بات بڑی اہم ہے اور بڑی نمایاں ہوکر ہمارے سامنے آتی ہے کہ اس سارے عرصہ میں جماعت ہائے احمدیہ مرکزیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا کی کہ ساری دنیا میں تبلیغِ اسلام کی مہم کو چلانے کے لئے وہ مالی قربانی دیں۔ چنانچہ احباب نے اپنی ہر سال بڑھتی ہوئی طاقت کے مطابق خدا کے حضور عاجزانہ رنگ میں قربانی پیش کی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۲۳؍نومبر ۱۹۳۴ء کو جمعہ کے روز تحریک جدید کا اجرا کیا تھا اور اس وقت ستائیس ہزار روپے کی ضرورت کا اعلان کیا تھا۔ آپ نے بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام کے کام کو وسیع کرنے کے لئے چندے کی تحریک کی اور اس کا نام ’’تحریکِ جدید

انجمن احمدیہ'' رکھا۔ چنانچہ بیرونی ممالک میں اسلام کی تبلیغ کے کام میں وسعت پیدا کرنے کے لئے ۱۹۳۴ء کی ضرورت کے مطابق آپ نے رقم کا جو اندازہ لگایا وہ کم وبیش ستائیس ہزار روپے کا تھا اور جماعت نے آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس غرض کیلئے جو چندہ اکٹھا کیا وہ کم وبیش ایک لاکھ روپے تھا۔ اس سے تحریک جدید کی ابتدا ہوئی لیکن جیسا کہ میں نے ابھی اشارہ کیا ہے ایک چیز بڑی نمایاں ہوکر سامنے آتی ہے۔

جب میرے ذہن میں یہ خیال آیا اور یہ حقیقت میری آنکھوں کے سامنے آئی تو میرا دل خدا کی حمد سے بھر گیا کہ اس سارے عرصہ میں جب تک بیرونی جماعتیں بحیثیتِ مجموعی اپنے پاؤں پر کھڑی ہوجانے کے قابل نہ ہوئیں تحریک جدید کے منصوبہ کا بوجھ جماعت ہائے احمدیہ مرکزیہ نے اٹھایا۔ جب میں جماعت ہائے احمدیہ مرکزیہ کہتا ہوں تو اس سے میری مراد ۱۹۴۷ء میں تقسیمِ ملک سے پہلے کی ہندوستان کی جماعتیں اور پھر پاکستان کی جماعتیں ہیں یعنی ۱۹۴۷ء تک وہ جماعتیں مراد ہیں جو ہندوستان میں بستی تھیں لیکن اس کے بعد ملک تقسیم ہوا اور پاکستان بن گیا تو جماعت احمدیہ کا مرکز پاکستان میں اس چھوٹے سے قصبہ میں قائم ہوا۔ اس کے بعد جماعت ہائے احمدیہ مرکزیہ سے تاریخی لحاظ سے اور زمانہ کے لحاظ سے وہ احمدی دوست مراد ہیں جن کی رہائش پاکستان میں ہے۔ پس تقسیمِ ملک سے پہلے جو ہندوستانی جماعتیں تھیں اور اس کے بعد پاکستانی جماعتیں ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام کی بڑھتی ہوئی تبلیغی ضروریات کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائیں اور مالی اور جانی قربانی پیش کریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس سارے عرصہ میں بیرونی ممالک میں جُوں جُوں ہمارا کام بڑھتا گیا اور پیسوں کے لحاظ سے ضرورت پڑی جو وہاں میسر نہیں آرہے تھے، مرکز سے بھجوائے گئے اور اس چوالیس سال کے عرصہ میں ایک پیسہ بھی باہر سے مرکز کو وصول نہیں ہوا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے مرکز سے تعلق رکھنے والے احمدیوں کے لئے دوسروں کے مقابلہ میں امتیاز پیدا کردیا۔ مرکز نے بیرونی ممالک میں تبلیغِ اسلام کے اخراجات کا بوجھ اٹھایا۔ صرف تحریک جدید ہی نہیں جماعت احمدیہ کی نوے سالہ زندگی میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ مرکز کو ضرورت پڑی ہو باہر سے روپیہ لینے

کی یا باہر سے ہمارے پاس ایک دھیلا ہی آیا ہو۔

۱۹۷۴ء کے حالات ایسے تھے کہ بیرونی ممالک کی بہت سی جماعتوں نے مجھے لکھا کہ ایسے حالات پیدا ہوگئے ہیں، آپ ہمیں اجازت دیں ہم اپنے بھائیوں کی خبر گیری میں بھی شامل ہوں اور ان کے لئے پیسے اکٹھے کر کے مرکز کو بھجوائیں۔ میں نے کہا نہیں۔ جماعت ہائے احمدیہ مرکزیہ خود اپنے پاؤں پر کھڑی ہوں گی ان کو تمہاری مالی امداد کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھتے ہوئے اور جماعت ہائے احمدیہ مرکزیہ کے لئے غیرت رکھتے ہوئے میں نے ان کو یہ جواب دیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے فضل کیا۔ بہت سے لوگوں کو یہ پتا نہیں ہے کہ اس وقت جماعت نے کتنا خرچ کیا تھا۔ صرف ان لوگوں پر جو ان دنوں پریشان حال ربوہ میں اکٹھے ہوگئے تھے یا ان کا کچھ حصہ اپنے رشتہ داروں کے پاس چلا گیا تھا ان کے کھانے پینے کا انتظام مرکز کو کرنا پڑا جس پر تیرہ چودہ لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے لیکن ایسے احباب کو غذائی ضروریات بہم پہنچانے کے لئے آپ نے کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا اور نہ آپ کی خاطر میں نے کسی کے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا۔ اللہ تعالیٰ جو علّام الغیوب ہے اس نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ یہاں بھی میں نے کوئی تحریک نہیں کی تھی کہ جماعت پر اتنا بار پڑ گیا ہے جو لوگ مالدار ہیں جن کو نقصان نہیں پہنچا وہ اس غرض کیلئے پیسے دیں۔ غرض کوئی تحریک نہیں کی اور کسی کو پتا بھی نہیں لگا اور خدا تعالیٰ کے فضلوں نے جماعت کو جس کے متعلق لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ ختم ہوگئی خدا کے فرشتوں نے اسے اٹھا کر کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

پس تحریک جدید پر غور کرتے ہوئے یہ چیز نمایاں طور پر میرے سامنے آئی اور اس کا میں اس وقت ذکر کر رہا ہوں اور میں اس بات کا اظہار کرنا چاہتا تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے بنیں۔ تحریک جدید کے اجرا کے بعد دنیا میں بڑی عظیم تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی حقیر کوشش کو غیر معمولی طور پر نوازا۔ آخر ایک لاکھ کی حیثیت ہی کیا ہے۔ میرے خیال میں جرمنی کے تین مزدوروں کو ایک سال میں ایک لاکھ سے زیادہ اجرت ملتی ہے۔ غرض دنیا میں اتنی رقم کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن خدا تعالیٰ نے اس میں برکت ڈالی

اور باہر کی جماعتوں میں آہستہ آہستہ ایک تبدیلی رونما ہونے لگی۔ چنانچہ بیرونی ممالک کی جماعتیں مثلاً مغربی افریقہ کی جماعتیں جنہوں نے ۱۹۴۴ء تک ایک پیسہ بھی چندہ نہیں دیا تھا جو ہمارے رجسٹروں میں درج ہو یعنی باقاعدہ چندہ دینے والے اس وقت پیدا نہیں ہوئے تھے اور ان کی ضروریات دینیہ کا سارا بوجھ جماعت ہائے احمدیہ مرکزیہ اٹھا رہی تھی اس لئے بھی کہ بیرونی ملکوں کی جماعتوں کی اس وقت تک کماحقہ، تربیت نہیں ہو پائی تھی۔ تبلیغی ضروریات کے لئے پیسہ باہر بھجوانے پر شروع میں کوئی پابندی نہیں تھی۔ چنانچہ جتنی ضرورت پڑتی تھی اتنا پیسہ ہم باہر بھجوا دیتے تھے لیکن پھر زرِ مبادلہ کے لحاظ سے ساری دنیا کے حالات بدلتے چلے گئے۔ صرف ہمارے ملک ہی میں نہیں انگلستان، امریکہ اور جرمنی جیسے ممالک میں بھی حالات بدل گئے لیکن ان ممالک میں ابھی ایسی پابندی نہیں شاید صرف یہ چند ممالک ہی اب ایسے رہ گئے ہیں جنہوں نے اپنی کرنسی کو باہر لے جانے پر کوئی پابندی نہیں لگائی لیکن اکثر ممالک ایسے ہیں جنہوں نے پابندی لگا دی ہے اور وہ اپنے ملک کی اقتصادیات کی حفاظت کے لئے اگر پابندی لگائیں تو یہ ان کا حق بھی ہے اور اس کو ایسا کرنا بھی چاہیئے۔

غرض ۱۹۳۴ء میں ہمیں تو اس بات کا علم نہیں تھا کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو تو اس کا علم تھا اس لئے وہ لوگ جو ابتدا میں ایک دھیلا بھی خدا کی راہ میں دینے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہ تھے وہ چندے دینے لگ گئے اور آج اکثر بیرونی ممالک تو ایسے بھی ہیں جو اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ ان ممالک کے چندے اتنے ہو گئے ہیں کہ اپنی ساری ضروریات پوری کر کے بھی ان کے پاس دوسرے کاموں کے لئے مثلاً اشاعت کتب کے لئے ریزرو ہے جو ان کا اپنا ہے، اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں نہ انتظامی لحاظ سے تحریک جدید انجمن احمدیہ کا تعلق ہے۔ وہ خود اپنے بجٹ بناتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں۔ ایک عام نگرانی تحریک جدید بھی کرتی ہے اور خلیفہ وقت بھی کرتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے، وہ سمجھاتا ہے، ضرورت بتاتا ہے، ان پر خرچ کرواتا ہے۔ پس جہاں تک پیسے کا سوال ہے وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں لیکن چونکہ دنیا کے ہر ملک میں جماعت اتنی مضبوط نہیں ہے جو اپنے پاؤں پر کھڑی ہو یہ بھی ایک حقیقت ہے اس لئے

باوجود اس کے کہ پاکستان سے موجودہ حالات میں ان کی امداد کے لئے کوئی رقم باہر نہیں بھیجی جاسکتی اور نہ بھیجی جاتی ہے۔ دنیا میں ایسے ممالک پیدا ہوگئے ہیں کہ جو اپنی ضروریات سے زائد قربانی دے رہے ہیں اور پھر وہ ان ممالک کی بھی مدد کر رہے ہیں جو اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں یعنی جو کیفیت پہلے مرکز کی تھی وہ اب ان ممالک کی ہوگئی ہے اور اس طرح جماعت احمدیہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات پوری ہورہی ہیں اور شاہراہِ غلبۂ اسلام پر ہماری حرکت روز بروز تیز سے تیز تر ہوتی چلی جارہی ہے۔ بیرونی ممالک کی ایسی جماعتیں جن کے مطالبات ہم نہیں پورا کرسکتے ملکی قانون کی وجہ سے وہاں ان ملکوں کی جماعتیں جہاں زرمبادلہ باہر بھجوانے کی ممانعت نہیں وہ ان کی ضرورت پورا کر رہی ہیں۔

میں اس وقت دو قسم کے اعداد وشمار آپ کے سامنے رکھوں گا اور اس سے آپ کو اس کیفیت کا پتا لگ جائے گا۔ میں نے بتایا ہے کہ ۱۹۴۴ء تک ہندوستان سے باہر ساری دنیا میں کوئی چندہ جمع نہیں ہوا۔ بعض ایسے لوگ تو ہوں گے جو اپنے طور پر خرچ کرتے ہوں گے لیکن جس طرح ہم باقاعدہ چندہ دیتے ہیں اور وہ رجسٹروں پر چڑھتا ہے اور اس کا بجٹ بنتا ہے اس قسم کے چندے اکٹھے نہیں ہوئے۔ چنانچہ شروع میں بیرونی ممالک کی مجالس عاملہ کے پاس بھی کوئی پیسے اپنے نہیں ہوتے تھے۔ ان کو مرکز کی طرف سے بھجوائے جاتے تھے۔ کجا یہ حالت تھی اور کجا اب یہ حالت ہے کہ ان کی پچھلے سال کی آمد ایک کروڑ ساٹھ لاکھ چالیس ہزار نوسوستر روپے تک پہنچ گئی ہے اور یہ ان کی اصل آمد ہے جو بطور چندہ جمع ہوئی ہے اور اس میں وہ رقم شامل نہیں ہے جو سکولوں کی فیس کے طور پر آتی ہے مثلاً صرف غانا میں ہمارے درجنوں سکول ہیں ان سے فیسیں بھی وصول ہوتی ہیں۔ گو بہت سے سکولوں پر ہم خرچ بھی کرتے ہیں اور بعض کی فیسوں کی آمد بھی کم ہے لیکن فیسوں کی مجموعی آمد بھی اگر ان کے چندے میں شامل کرلی جائے تو ان کے چندے کی رقم بہت بڑھ جاتی ہے مگر اس وقت میرا یہ مضمون نہیں۔ میں اس وقت یہ بتارہا ہوں وہ ساری جماعت ہائے احمدیہ بیرون مرکز یعنی جو ہمارا ملک ہے جہاں ہمارا مرکز ہے اس سے باہر کی ساری جماعتیں جو ۱۹۴۴ء تک کوئی چندہ نہیں دیتی تھیں ۱۹۴۴ء کے بعد چونتیس سال کے عرصہ میں ان کی چندوں کی آمد ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپے

سے تجاوز کر گئی ہے۔ یہ ان کی اپنی آمد ہے۔ وہی چندہ وصول کرتے ہیں اور رجسٹروں میں درج کرتے ہیں ان کی اپنی مجالس عاملہ ہیں جو آمد وخرچ پر غور کرتے ہیں۔ وہ مرکز سے مشورہ ضرور لیتے ہیں۔ مرکز ان کو مشورہ ضرور دیتا ہے لیکن وہ صاحبِ اختیار ہیں وہ جس طرح چاہتے ہیں دین کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے اکثر ایسے ممالک ہیں جن سے روپیہ باہر لے جانے کی اجازت نہیں، اس لئے وہاں سے ایک دھیلا باہر نہیں جا سکتا مثلاً مغربی افریقہ کے ممالک ہیں جن کی میں ابھی مثال دوں گا وہ قانوناً باہر پیسہ بھیج ہی نہیں سکتے۔ پس ۱۹۴۴ء میں بیرونی ممالک کی جماعتیں محتاج تھیں مرکز کی امداد کی لیکن آج نہ صرف وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑی ہوگئی ہیں بلکہ اگر ملکی قانون ان کی اجازت دیتا ہو تو مثلاً غانا کی جماعت ہے وہ شاید ایک اور مشن کو سنبھال لیتے لیکن چونکہ قانون اجازت نہیں دیتا اس لئے وہ کتابیں شائع کر رہے ہیں۔ انہوں نے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ پس غانا کی جماعت ایک مثالی ہے۔ اس کی پچھلے سال کی اصل آمد ستائیس لاکھ نو ہزار پانچ سو تیس روپے ہوئی حالانکہ ۱۹۴۴ء تک ایک دھیلا بھی آمد نہ تھی۔ غانا کے مقابلہ میں تحریک جدید انجمن احمدیہ کی گزشتہ سال کی آمد تیرہ لاکھ روپے تھی جبکہ غانا ایک چھوٹا سا ملک ہے اور اس کی آبادی بھی زیادہ نہیں لیکن وہاں جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی ترقی کر چکی ہے کہ ان کے چندے پاکستان کی نسبت دوگنا ہوگئے ہیں وہ چونکہ پیسے باہر نہیں بھیج سکتے اس لئے اپنے ملک ہی میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کو کوئی تنگی نہیں ہے۔ ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ باہر کی جماعتوں کی مدد کریں لیکن ان کا ملکی قانون ان کو اجازت نہیں دیتا اس لئے وہ مدد نہیں کر سکتے۔

یہ تو میں نے غانا کی مثال دی ہے۔ پھر سیرالیون ہے، نائیجیریا ہے، گیمبیا ہے، آئیوری کوسٹ ہے، لائبیریا ہے۔ کہیں تھوڑی جماعت ہے کہیں زیادہ جماعت ہے کہیں ضرورت کم ہے اور کہیں زیادہ ہے لیکن وہ سبھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں۔ جس طرح درخت کی جڑ جب مضبوط ہو جاتی ہے اور تنا بھی موٹا ہو جاتا ہے تو پھر وہ اپنی جڑوں پر قائم ہو جاتا ہے اور پھر اس

کی زیادہ دیکھ بھال کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح ان ممالک کی جماعتوں کو مالی لحاظ سے بیرونی مدد کی ضرورت نہیں رہی۔ اسلام کے عالمگیر غلبہ کی مہم تو اللہ تعالیٰ نے ایک منصوبہ بنایا ہے جس میں ساری دنیا کو باندھ دیا ہے۔ انگلستان کی جماعت ہے یہ دوسرے ملکوں کی جماعتوں کو حسبِ ضرورت روپے بھیجتی ہے اور اس طرح تبلیغ اسلام کا سارا کام اپنی اپنی جگہ پر ہو رہا ہے۔

پس اس عرصہ میں مرکز کے پاس بیرونی جماعتوں کی طرف سے کسی وقت بھی جماعت کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایک دھیلا نہیں آیا۔ اس کے برعکس جماعت ہائے احمدیہ مرکزیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ جب تک ملکی قانون سے باہر روپیہ بھجوانا ممنوع قرار نہیں دے دیا اس وقت تک مرکز باہر کی جماعتوں کی مدد کرتا رہا اور یہ بیرونی ملکوں کی جماعتوں پر بڑا احسان تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی احسن جزا دے اور آپ کی نسلوں کو بھی۔ آپ کے عزم کو پختہ کرے۔ آپ کی ہمتوں کو بلند کرے اور تقویٰ کو مقبول بنائے اور اعمال کو صالح بنائے آپ خود بھی اور آپ کی آنے والی نسلیں بھی اس تحریک کے مجاہد، مسکین اور خدا کے عاجز بندے بنیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے انقلابِ عظیم کی بشارت دی ہے اور جن کے ذریعہ سے گو چھوٹی سی جماعت ہے لیکن خدا تعالیٰ انقلابِ عظیم بپا کر رہا ہے جیسا کہ صرف ایک بات بتا رہی ہے کہ ۱۹۳۴ء بلکہ ۱۹۴۴ء کے بعد کتنا عظیم انقلاب بپا ہو گیا کہ وہ لوگ جو اسلام کے نام پر ایک دھیلا بھی دینے کے لئے تیار نہیں تھے، ان کی مجموعی آمد ایک کروڑ ساٹھ لاکھ سے تجاوز کر گئی اور تحریک جدید کی پچھلے سال کی آمد تیرہ لاکھ ہے صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کے مجموعی چندے بھی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ نہیں بنتے لیکن اللہ تعالیٰ فضل کرنے والا ہے وہ بیرونی ملکوں کی جماعتوں پر بھی بڑے فضل کرتا ہے۔ عشقِ الٰہی کا ایک ہی بندھن ہے اور وہ اس میں بندھے ہوئے ہیں۔ ایک مرکز ہے۔ ایک ان کا امام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عاجز نائب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے لئے برکتوں کا سامان اس کے ذریعہ سے بھی کرتا ہے اگرچہ پاکستان سے بیرونی ممالک کو روپیہ نہیں جا سکتا لیکن تحریک جدید کے بہت سے ایسے کام ہیں جن کا تعلق باہر سے ہے مثلاً باہر بھجوانے کے لئے مبلغ تیار کرنا۔ وہ یہاں تیار ہوتے ہیں۔

پیسہ یہاں خرچ ہوتا ہے لیکن جب مبلغ بن جاتا ہے تو پھر اسے باہر بھجوایا جاتا ہے۔ اس کے کرایہ پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مبلغین کے بیوی بچوں کے قیام کے اخراجات تحریک جدید کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ جامعہ احمدیہ پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ بہت سے شعبے ہیں جن پر اخراجات کی تفصیل کھل کر مجلس شوریٰ کے ذریعہ جماعت کے سامنے آجاتی ہے۔ جماعت احمدیہ میں کوئی راز نہیں ہے یہ تو ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ اسی طرح ہماری زندگیاں بھی کھلی ہیں اور کوئی چھپانے والی چیز نہیں۔ خدا کی راہ میں قربانی دے رہے ہیں۔ بشاشت سے دیتے ہیں۔ مسکراتے ہوئے دیتے ہیں اور جب ضرورت پڑے تو مسکراتے ہوئے جانیں بھی دے دیتے ہیں لیکن اس وقت نہ کسی سے کوئی جان مانگ رہا ہے اور نہ جان دینے کا وقت ہے۔ خدا تعالیٰ سے پیار کرنے کا اور اس سے دعائیں کرنے کا وقت ہے اس لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نوازے اور جو یہاں کی ضرورتیں ہیں جن کا تعلق باہر سے ہے اور جن کا اثر بیرونی ممالک کی فلاح و بہبود سے ہے ان ضرورتوں کو پورا کرنے کی جماعت ہائے احمدیہ مرکزیہ کو توفیق عطا کرے اور آپ جو وعدے کریں وہ اس ضرورت کے مطابق ہوں اور اس کی ضرورت خلیفۂ وقت بتاتا ہے۔

میں نے پچھلے سال تحریک جدید کا ٹارگٹ پندرہ لاکھ روپے دیا تھا۔ اس سال میں اسے بدلنا نہیں چاہتا وہی رہے گا۔ میں دیکھوں گا آپ خود رضا کارانہ طور پر اس سے کتنا آگے بڑھ جاتے ہیں۔ پھر اگلے سال انشاء اللہ تعالیٰ سوچیں گے کہ اس میں کیا تبدیلی کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق عطا کرے کہ جیسا کہ قرآن کریم نے بیان کیا ہے ہم بنی نوع انسان کے خادم کی حیثیت سے زندگی گزارنے والے ہوں اور قرآن کریم نے یہ عظیم اعلان كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (اٰل عمران:۱۱۱) کے الفاظ میں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوتوں کے طفیل ایک ایسی امت کو قائم کیا ہے جو النَّاسِ یعنی بنی نوع انسان کے لئے بہترین امت ہے لوگوں کی خیر خواہ اور ان کے لئے دعائیں کرنے والی ہے۔ وہ لوگوں کی خدمت کرنے والی اور ان کی جہالت کو علم میں اور ان کے اندھیروں کو نور میں تبدیل کرنے والی ہے۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے خادم بنائے۔ ہمیں افسر بننے کی کوئی خواہش نہیں۔ ہم خادم اچھے، ہم خادم رہنے میں خوش ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا پیار چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا پیار اس سے پیار کرنے اور اس کے بندوں سے پیار کرنے کے نتیجہ میں ملتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم پوری طاقت کے ساتھ اور پوری توجہ کیساتھ اور پورے دل کے ساتھ اور روح کی پوری طاقت کے ساتھ اس سے پیار کرنے لگیں۔ ہم اس کے بندوں سے بھی پیار کریں اور ان کی بے لوث خدمت کرنے والے ہوں اور اس کے پیار کو حاصل کرنے والے ہوں۔

اب خدمت کا ذکر آیا تو چونکہ آج مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع ہو رہا ہے۔ اس لئے اس کے متعلق بھی میں کچھ مختصراً کہنا چاہتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کا مسلک یہ ہے اور اس کی روایت یہ ہے کہ یہ قانون کی پابند جماعت ہے۔ جماعت احمدیہ تو پچھلی نوے سالہ تاریخ میں یہ نظر آتا ہے کہ جماعت احمدیہ ملکی انتظامیہ سے بشاشت کے ساتھ تعاون کرنے والی جماعت ہے۔ انتظامیہ کی اپنی ضرورتیں اور دشواریاں ہوتی ہیں اور جماعت ان کو سمجھتی ہے چنانچہ پچھلے سے پچھلے سال بعض حالات کی وجہ سے حکومتِ وقت نے ہمیں خدام الاحمدیہ کے اجتماع کی اجازت نہیں دی تھی تو ہم نے اجتماع نہیں کیا تھا۔ ہم تو سیاسی جماعت نہیں اس لئے سیاسی فیصلے کرنا ہمارا کام نہیں یہ سیاست دانوں کا کام ہے یا ان لوگوں کا کام ہے جن کے ہاتھوں میں ملک کی باگ ڈور ہے۔ انہوں نے کہا ملکی حالات ایسے ہیں آپ کو اجتماع منعقد نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ ہم تو اپنے دلوں میں ملک کی بہبود اور استحکام کی خواہش رکھتے ہیں۔ نہیں اجتماع کرتے۔ پچھلے سال بعض پابندیوں کے ساتھ اجازت دی گئی تھی تو ہم نے اس کے مطابق اجتماع منعقد کیا تھا۔ امسال ۲۱؍اگست کو خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے لئے درخواست دے دی گئی تھی کیونکہ اجازت کا معاملہ بہت سے مراحل میں سے گزرنا ہوتا ہے۔ حکام نے اپنی Formalities پوری کرنی ہوتی ہیں۔ معاملہ پولیس کے پاس جاتا ہے اور انہیں بہرحال لمبی کارروائی کرنی پڑتی ہے اسلئے ان کو وقت ملنا چاہیئے۔ یہ تو ہم امید نہیں رکھتے کہ ہم صبح درخواست دیں اور وہ شام کو فیصلہ کردیں۔ ان کو اتنی عجلت میں فیصلہ کرنا بھی

نہیں چاہیئے۔ ان کا جو طریق ہے اور قانون کا جو تقاضا ہے اس کے مطابق ان کو کام کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس بات کا خیال رکھتے ہوئے ۲۱؍اگست کو درخواست دے دی گئی کہ ان تاریخوں میں خدام الاحمدیہ دارالنصر میں باہر کھلی جگہ میں اپنا اجتماع منعقد کرنا چاہتی ہے۔ اجتماع منعقد کرنے اور لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ درخواست چلی گئی۔متعلقہ حکام نے اس پر غور کیا ہوگا، ہر جگہ سے رائے لی ہوگی، مشورے کئے ہوں گے اور ستمبر کے آخر میں گویا ایک مہینہ دس دن کے بعد انہوں نے اجازت دے دی۔ ہم بڑے خوش ہوئے۔ ویسے تو خدام الاحمدیہ اپنے انتظامات پہلے کر لیتی ہے لیکن کئی دن پہلے اجازت مل جانے سے اجتماع کا انتظام بڑی تسلی اور بشاشت سے عمل میں آیا۔ بعض دفعہ ہمیں یہ بھی شکایت پیدا ہو جاتی تھی کہ بالکل آخری وقت میں اجازت دی جاتی جس کی وجہ سے کئی کام نہیں ہو سکتے تھے یا ہوتے تھے تو بڑی بددلی سے ہوتے تھے لیکن اس دفعہ قریباً انیس،بیس دن پہلے اجازت ملنے سے انتظامات کرنے کا خاصا موقع مل گیا۔ چنانچہ آج پروگرام کے مطابق تین بجے بعد دوپہر انشاء اللہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع شروع ہو رہا ہے۔

ایک بات آپ سے بھی میں کہنا چاہتا ہوں۔ ہماری جماعت ایک مذہبی جماعت ہے اور ہمارا یہ اجتماع دنیوی اغراض یا سیاسی اغراض کے لئے ہے ہی نہیں اور اس بات کا ہر ایک کو علم ہے لیکن میں آپ کو پکا کرنا چاہتا ہوں۔ مجلس خدام الاحمدیہ میں کچھ لوگ منتظمین ہیں۔ کچھ مقررین ہیں ان کی بڑی ذمہ داری ہے۔کوئی سیاسی بات نہیں ہونی چاہیئے اور نہ ہمارے خدام کوئی سیاسی بات کرتے ہیں لیکن پھر بھی میں کہتا ہوں کہ نہیں ہونی چاہیئے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ آج کی دنیا دوسروں کے متعلق تو حسنِ ظن رکھتی ہے لیکن ہمارے متعلق ایسا نہیں کرتی اس لئے خواہ مخواہ ان کو گنہگار کرنے کے لئے ہم بدظنی کے مواقع کیوں پیدا کریں۔ اس لئے تم پوری طرح محتاط رہو تا کہ کسی کو بدظنی کا کوئی موقع نہ ملے۔ پس کوئی ایسی بات منہ سے نہیں نکلنی چاہیئے کہ جو کھینچا تانی کے بعد بدظنی پیدا کر کے قابلِ اعتراض بن جائے۔ قرآن کریم کی تعلیم اتنی وسیع ہے کہ ہماری عمریں اور ہماری نسلوں کی عمریں تفسیرِ قرآن بیان کرتے ہوئے ختم ہو جائیں تب بھی قرآنی علوم ختم نہیں ہوتے۔ یہ تو نہیں کہ ہماری جھولیاں خالی ہوگئیں تو ہم

ادھر کہیں سیاست کے اوپر اور ادھر کہیں دنیوی اغراض کے اوپر ہاتھ ماریں اور مٹھیاں بھر کر اپنی جھولیوں میں ڈالیں۔ ہماری جھولیاں خدا تعالیٰ کے فضل سے قرآنی انوار سے بھری ہوئی ہیں ان جھولیوں میں سے نکالو۔قرآن کی باتیں کرو، اخلاقی باتیں کرو، دینی باتیں کرو، تربیتی باتیں کرو، آج کی دنیا کی جو دینی ضرورت ہے اس کے متعلق باتیں کرو، پیار کی باتیں کرو، فساد کی باتیں نہ کرو۔کوئی احمدی فساد کی باتیں کرتا ہی نہیں لیکن پھر میں کہتا ہوں قرآن کریم نے بار بار کہا ہے، مجھے بھی حکم دیا ہے، آپ کو بھی حکم دیا ہے کہ بار بار قرآن کریم پڑھا کرو۔ بار بار قرآن کریم ہمیں یہ کہتا ہے میں بھی کہوں گا کوئی ایسی بات نہ ہو جو اصلاحِ خلق، ہمدردیٔ خلق اور خیر خواہیٔ خلق کے خلاف ہو۔ساری دنیا کے دل پیار سے جیتنے کا جب میں باہر دورے پر جاتا ہوں دنیا میں اعلان کرتا ہوں۔تم اس کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالو، اس کے مطابق اپنی زبانوں کو استعمال کرو، اس کے مطابق اپنے اعضاء سے کام لو۔ خدام میرے نہایت ہی پیارے بھائی اور بچے ہیں وہ اس بات کو یاد رکھیں کہ ہر چیز ہمیں اپنے رب کریم سے ملتی ہے اس لئے اس کی طرف جھکے رہو۔خصوصاً ان ایام میں کیونکہ اجتماعی زندگی میں بعض حالات انسانی نفس میں جھنجھلاہٹ (Iritation) پیدا کرتے ہیں اور اس وقت انسان کی سوچ بھی غیر محتاط ہو جاتی ہے۔بعض دفعہ انسان غیر محتاط رنگ میں بولنے لگتا ہے اس لئے خدا کی طرف جھکے رہو تا کہ اپنے نفس کو بھول جاؤ اور خدا تعالیٰ کے ذکر میں اپنے لمحات کو گزارو اور دعائیں کرتے رہو۔

دعائیں کرو دنیا کے لئے اور دعائیں کرو اپنے ملک اور اس کے استحکام کے لئے۔اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پر فضل نازل کرے اور اسے مضبوط بنائے اور اس کے دشمنوں کے شر سے ہمارے پیارے ملک کو محفوظ رکھے اور ہمیں ترقیات دے اور ہمارے لئے اگر اندھیرے ہیں جہاں بھی ہیں اور جو بھی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان اندھیروں کو دور کرے اور ان کی بجائے نور کے سامان پیدا کر دے اور وہ حسن جو اسلام دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے وہ یہاں نظر آئے خصوصاً ہماری زندگیوں میں۔ پھر دعائیں کریں جماعت کے لئے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ہر شر سے محفوظ رکھے اور اپنے فضلوں کے سایہ میں رکھے اور اپنی رحمتوں سے نوازے اور فرشتوں کی مدد اس کے شامل حال رہے اور اس کو ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات اور خیر نصیب ہو۔آپ اپنے

لئے بھی دعا کریں، دوسروں کے لئے بھی دعائیں کریں اور خاکسار کے لئے بھی دعائیں کریں۔ پھر یہ دعا بھی کریں کہ ان دو تین دنوں میں جب کہ بیرون ربوہ سے بھی خدام اور اطفال آئے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ میں سے ہر ایک کو وہ حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے جو آپ کے دل کی خواہش اور مراد ہے اور بہت سے بچے ہیں شاید ان کی خواہش وہاں تک نہ پہنچے جہاں ہماری پہنچتی ہے۔ پس میں یہی کہوں گا کہ خدا کرے کہ آپ وہ کچھ پائیں جس کی خواہش آپ کے لئے ہم اپنے دلوں میں پاتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۴؍دسمبر ۱۹۷۸ء صفحہ ۲ تا ۵)